ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرحوم

خودشعوری کی نشوونما

خودشعوری کے تین مرحلے

ہم دیکھ چکے ہیں کہ ارتقا کا مطلب سوائے ارتقائے خودشعوری کے اور کچھ نہیں اور یہ کہ آئندہ ارتقا کے لئے کسی ایسی نئی نوع کی ضرورت نہیں جسے انسان لامحدود عرصے تک جاری رکھ سکے۔ شعور نے زندگی کی انسانی شکل میں آکر جب ایک دفعہ آزادی حاصل کر لی تو اب یہ جتنی آزادی چاہے حاصل کر سکتا ہے۔ یہ بھی واضح ہے کہ ارتقائے شعور کا مطلب شعور کا خود اپنے متعلق ارتقائے علم ہے۔ جب کبھی شعور کو زیادہ آزادی مل جاتی ہے تو اُسے اپنے متعلق زیادہ علم ہو جاتا ہے اور اسی طرح اس کے برعکس ہوتا ہے۔ خودشعوری شعور کے اپنے متعلق جاننے کی آزادی کا نام ہے شعور کے لئے آزادی علم ہے اور علم آزادی۔

مزید برآں خودشعوری علم حسن کے مترادف ہے۔ شعور اپنے آپ کو اسی تناسب سے جانتا ہے جس تناسب سے حسن کو، اور حسن کو اسی تناسب سے جانتا ہے جس تناسب سے اپنے آپ کو۔ علم نفس اور علم حسن دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ حسن کے ہر تازہ علم کے ساتھ نفس اپنے داعیہ محبت کا مزید اظہار کرنے، اپنی آزادی حاصل کرنے تھوڑا سا اور ارتقا کرنے اور اپنے آپ کی نمود کے قابل ہو جاتا ہے۔ کسی شخص کے نصب العین کا معیارِ حسن جتنا زیادہ بلند ہوگا اُس کی خودشعوری اتنی ہی زیادہ ہوگی۔ آئندہ ارتقا کا انحصار داعیہ نصب العین کی بیش از بیش نمود پر ہے۔

خودشعوری انسان میں اُس علم کے ذریعے نمو پاتی ہے جو نفس کے علم کے ماسوا ہوتا ہے۔

جب کوئی بچہ اس دنیا میں قدم رکھتا ہے تو اُسے اپنے اور اپنے ماحول کے متعلق صرف ایک مبہم سا علم ہوتا ہے۔ رفتہ رفتہ وہ اپنے آس پاس اُن بعض اشیاء اور اشخاص کا وجود محسوس کرنے لگتا ہے جن سے وہ زیادہ تر دوچار ہوتا ہے۔ اس مرحلے پر پہنچ کر ہی اُسے اپنے وجود کا علم ہوتا ہے اور وہ "میں" کہہ سکتا ہے۔ "میں" کا یہ علم خودشعوری کا آغاز ہوتا ہے۔ "میں" کے پہلے علم کے ساتھ ہی داعیہ نفس زور کرنے لگ جاتا ہے۔ بچے میں اشتیاق

اور تجسس پیدا ہو جاتا ہے۔ گویا اُسے کسی ایسی شے کی تلاش ہوتی ہے جسے وہ یا تو چاہتا ہے یا جس سے محبت کرتا ہے۔ اس کا نظریہ یہ ہوتا ہے کہ "میرے آس پاس ضرور کوئی ایسی شے ہے جو بہت اچھی ہے اور جسے میں بہت پسند کروں گا"۔ وہ بہت سی چیزوں کو خود ان کی خاطر نہیں بلکہ اس لئے جاننا چاہتا ہے کہ ان کے مقابلے میں اس کی اپنی کیا حیثیت ہے؟ اور یہ کہ وہ کس شے کو پسند اور کس شے سے محبت کر سکتا ہے؟ جب اس کا علم اپنے ماسوا دوسری اشیاء کے متعلق ترقی کر جاتا ہے تو اس کا اپنی ذات کے متعلق علم بھی بڑھ جاتا ہے۔

شروع شروع میں بچے کے داعیہ نفس کا انحصار ایسی اشیاء کی پسند سے ہوتا ہے جو اس کی جبلی خواہشات کو پورا کر سکتی ہیں۔ ان خواہشات میں سے اہم ترین خواہش کھانے کی ہے۔ یہ خودشعوری کی نمو کا پہلا مرحلہ ہوتا ہے اور کچھ عرصہ کے بعد یہاں سے خودشعوری کی نمو کا دوسرا مرحلہ شروع ہو جاتا ہے جب وہ اپنے آس پاس کے بعض اشخاص جو شروع شروع میں اس کے والدین اور اساتذہ ہوتے ہیں کی اچھائی اور بڑائی کو پہلے پہل نادانستہ اور بعد میں دانستہ طور پر محسوس کرنے لگ جاتا ہے۔ یہ لوگ اس کے نفس کا نصب العین بن جاتے ہیں۔ وہ ان جیسا بن جانا چاہتا ہے۔ جب وہ ان کی محبت اور خوشنودی حاصل کر لے تو خوش ہوتا ہے اور جب ایسا نہ کر سکے تو غمگین۔ جوں جوں وہ عمر میں بڑا ہوتا جاتا ہے اس کی واقفیت کا حلقہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جاتا ہے۔ چنانچہ اب وہ اپنے معاشرے کے وسیع حلقے کے ان اشخاص کی رائے کے مطابق، جنہیں وہ دانستہ یا نادانستہ پسند کرتا ہے، اچھائی اور برائی کا ایک وسیع تر اندازہ کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اب وہ ایسے لوگوں کی خوشنودی چاہنے لگتا ہے اور اُسے حاصل کرنے پر خوش اور نہ کرنے پر غمگین ہو جاتا ہے۔ معاشرہ کی ہر توسیع کے ساتھ اس کا تصورِ حُسن کچھ زیادہ پاکیزہ، بہتر، اور وسیع ہو جاتا ہے اور اسی نسبت سے اُس کی خودشعوری ترقی کر جاتی ہے۔ معاشری علم کے بہتر تعلقات کی بدولت خودشعوری کا یہ طریقہ نمو کبھی آہستہ اور کبھی تیز جاری رہتا ہے۔

خودشعوری کی ترقی کے ہر قدم پر فرد کا ایک نہ ایک نصب العین ہوتا ہے جو ہمیشہ اُس وقت کی وسعتِ معلومات کے مطابق بہترین حُسن کا تصور ہوتا ہے۔ لیکن کوئی نصب العین داعیہ نفس کے معیار پر پورا نہیں اترتا اور اس لئے یکے بعد دیگرے نصب العین بدلتے رہتے ہیں۔ فرد کو صحیح کی ایسی شے سے محبت ہوتی ہے جس کا حُسن اس کے ہر سابقہ وقتاً فوقتاً انتخاب کردہ نصب العین سے بڑھ چڑھ کر ہوتا ہے وہ کچھ عرصہ تک تو اپنے انتخاب کردہ نصب العین کو اپنی حقیقی محبت کا پیکر سمجھتا ہے لیکن بعد میں یہ وہم دور ہو جاتا ہے۔ جونہی ایک نصب العین کا جادو ٹوٹتا ہے فرد فوراً ہی کوئی اور نصب العین منتخب کر لیتا ہے، جو پہلے سے بھی بڑھ چڑھ کر ہوتا ہے۔

اور امید باندھتا ہے کہ یہ اُس کی آرزو کو مکمل طور پر پورا کرے گا۔ اس طریقے سے اس کا نصب العین حُسن کے معیار پر درجہ بدرجہ بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ صحیح نصب العین تک پہنچ جاتا ہے جو اس کے نفس کا اصل مدعا ہوتا ہوتا ہے۔ صحیح نصب العین کے علم میں، جیساکہ ہم آگے چل کر دیکھیں گے۔ فرد ایک ارتقا رکھتا ہے چنانچہ فرد کا تصورِ حسن ہمیشہ ترقی پذیر رہتا ہے۔

نصب العینوں کا ارتقا عام طور پر حسب ذیل اصول کے مطابق ہوتا ہے۔

نفس کا یہ ایک رجحان ہے کہ سوائے ایک کے باقی تمام خیالات کو ترک کر دے۔ شروع شروع میں اس کے بہت سے نصب العین ہوتے ہیں۔ بچے کے لئے ہر جبلّی خواہش ایک نصب العین ہوتی ہے۔ لیکن آہستہ آہستہ وہ ماں باپ کی خوشنودی کی خاطر یہ ضرورت محسوس کرتا ہے کہ ان بعض خواہشات کو ترک کر دے جنھیں اُس کے ماں باپ پسند نہیں کرتے۔ جب بچہ ذرا بڑا ہو جاتا ہے تو وہ محسوس کرتا ہے کہ اس کے ماں باپ کے علاوہ اور لوگ بھی ہیں مثلاً اس کے اساتذہ جن کی وہ تعریف کرتا ہے یا جن سے محبت کرتا ہے۔ بڑی عمر کا آدمی بھی کچھ عرصہ تک بہت سے نصب العینوں کے اثرات کے ماتحت رہتا ہے۔ یہ نصب العین شروع شروع میں متضاد اور غیر متناسب ہوتے ہیں۔ رفتہ رفتہ حُسن کے لئے داخلی آرزو کے پیش نظر ان کا باہمی مقابلہ ہوتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بہت سے نصب العین چھوٹ جاتے ہیں اور صرف ایک ہمہ گیر نصب العین کی قوت باقی رہ جاتی ہے۔ یہ نفس کا نصب العین ہوتا ہے۔ جو شخص ایک سے زیادہ نصب العینوں کی محبت میں گرفتار ہے وہ اپنی خود شعوری کے اعتبار سے بہت پست ہے۔

نصب العین مادی سے مجرد میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ نفس کو کسی ایسی شے کی لگن ہوتی ہے جس کا حُسن لا متناہی اور دائمی ہے۔ مثلاً وہ شخص جس کا نصب العین اس کا بیٹا ہو، یقیناً محسوس کرے گا کہ اس کے مرجانے کی صورت میں وہ سخت تباہ ہو جائے گا۔ چنانچہ حالت سکون میں وہ ٹھنڈے دل سے کوشش کرے گا کہ اپنی توجہ کسی ایسی شے کی طرف مبذول کر دے جو اس کی تسکین و راحت کا زیادہ پائیدار ذریعہ بنے۔ یہ تسکین و راحت اُس وقت تک کبھی مکمل نہیں ہو سکتی جب تک کہ نصب العین کامل طور پر مجرّد نہ بن جائے۔ اوپر کی مثال میں اُس شخص کی اپنے نصب العین سے بے اطمینانی کی وجہ صاف ظاہر ہے۔ لیکن تمام مادی نصب العین تسکین بخشنے سے عاری ہیں۔ خواہ وہ نصب العین عمومی حیثیت کے ہی کیوں نہ ہو مثلاً بچوں کی محبت ایک عمومی سبب ہی کی وجہ سے ہے۔ ایک مادی نصب العین خواہ اسے کتنی ہی وسعت کیوں نہ دی جائے پھر بھی محدود

ہی رہتا ہے۔ کوئی نصب العین سوائے صحیح نصب کے مکمل طور پر مجرّد نہیں۔ چونکہ نفس ایک معاشرتی نفس ہے اور اپنے وجود کے علم کے لئے بھی معاشرتی تعلقات کا مرہون منت ہے اس لئے اس کا نصب العین کسی نہ کسی نمونے سے راسخ یا غیر راسخ، شعوری یا غیر شعوری تعلق ضرور رکھے گا۔ آخر کار نصب العین کسی شخص یا اشخاص کی خوشنودی کی شکل اختیار کر لیتا ہے اگرچہ نفس کا رجحان مجرّد شے کی طرف ہوتا ہے لیکن معاشرتی تعلقات کے دائرے سے باہر یہ کسی شے سے محبت نہیں کر سکتا۔ افلاطون نے سچ کہا تھا کہ حسن جتنا مجرد ہو گا اتنا ہی کامل ہو گا۔ جب ہم اشخاص سے محبت کرتے ہیں تو دراصل ان کے اوصاف سے محبت کرتے ہیں جب ان کے اوصاف سے ہماری تسکین نہیں ہوتی تو ہم زیادہ بہتر اوصاف کے لئے کسی اور طرف رجوع کر لیتے ہیں۔ چنانچہ اس طرح ہم مادی دنیا میں بھی مجرّد سے محبت کرتے ہیں۔

نصب العین بھی اپنا مرکز ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف بدلتا رہتا ہے۔ اسے ہمارے لئے کامل طور پر اطمینان بخش ہونا چاہیئے خواہ اس میں کمال ذاتی ہو اور خواہ عقلاً ہم کمال کو اس کی طرف منسوب کر لیں۔ بصورت دیگر ہم اسے ہرگز اپنا نصب العین قرار نہیں دیں گے۔ جب کبھی ہم ایک نصب العین سے غیر مطمئن ہو جاتے ہیں تو اپنی آرزوئے کمال کی رہنمائی میں دوسرے نصب العین کی طرف منہ موڑ لیتے ہیں۔ محبت ایک فریضۂ نفس ہے جو اُسے بہرحال ادا کرنا ہوتا ہے۔ اسے اپنی پوری ہمت کے مطابق مکمل اور پیہم محبت کرتے رہنا چاہیئے۔ انسان کسی دوسرے نصب العین کی طرف اُسی وقت رجوع کرتا ہے جب اس کا موجودہ نصب العین آرزوئے نفس کو پوری طرح سامانِ تسکین مہیا نہیں کر سکتا یعنی جب وہ درجہ کمال سے گرا ہوا ثابت ہو جاتا ہے۔ محبت بقا اور نمود کی متقاضی ہوتی ہے۔ اس لئے نفس ایسے نصب العین کو ترک کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے جس میں محبت کی مسلسل نمود کی گنجائش نہیں ہوتی۔ دوام بھی کمال کا ایک وصف ہے، اس لئے جس نصب العین کو دوام نہیں اُس میں کمال بھی نہیں۔

صرف وہی شے یا خیال نصب العین بنتا ہے۔ جس کے حُسن کو نفس سچ مچ محسوس کرتا ہے، اسے ذہنی طور پر سمجھتا ہے اور کسی روز کی سند پر یاد نہیں رکھتا۔ نصب العین حُسن ہے اور حُسن ذہانت سے نہیں بلکہ احساس سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ عین ممکن ہے کہ ہم کسی شے کی عظمت اور عمدگی کو ذہنی طور پر سمجھ تو لیں لیکن اس کے باوجود کسی اور شے کی عظمت اور عمدگی کا احساس کرتے رہیں۔ نصب العین نفس کا فریضۂ محبت ادا کرنے سے نشوونما پاتا ہے۔ چونکہ نفس اس سے محبت کرتا ہے اس لئے اسے زیادہ سے زیادہ معلوم ہو جاتا ہے کہ اُسے کس شے سے

محبت کرنی چاہیئے نفس کا اپنے متعلق علم اور حسن بیک وقت نشو ونما پاتا ہے۔ نفس کے علم کی ترقی اس بات پر مشتمل ہے کہ نفس اپنی محبت کے قابل یا اپنی زیادہ سے زیادہ تکمیل و مسرت میں ممد اشیاء کا ادراک کر سکے۔

خود شعوری کی نشو ونما کے لئے معاشرہ ایک لازمی طریقہ ہے معاشرتی تعلقات تصور حسن کو جنم دیتے اور چمکاتے ہیں۔ تہذیب اس حسن کے ایک پاکیزہ تصور کا نتیجہ ہے جو معاشرتی ماحول میں وسعت معلومات کے ذریعے اُجاگر ہوتا ہے۔ معاشرے کی عدم موجودگی میں انسان یقیناً حیوان کی پست سطح پر گر جائے گا۔

ایک نصب العین سے دوسرے نصب العین کی طرف نفس کی تبدیلی اچانک بھی ہو سکتی ہے اور بتدریج بھی۔ نصب العین کے ساتھ ساتھ بہت سے خیالات بھی ہوتے ہیں جو نصب العین کی جگہ لینے کے لئے کش مکش کرتے ہیں۔ لیکن جب تک کوئی خیال نفس کے لئے سب سے زیادہ پر کشش ہے، وہ نصب العین رہتا ہے اور باقی تمام خیالات اس کے ماتحت ہوتے ہیں۔ جب کبھی نصب العین اپنی جاذبیت کھونے لگتا ہے تو کوئی اور خیال نفس کی محبت کا دعوے دار بن کر اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور زیادہ سے زیادہ حسین نظر آنے لگتا ہے حتیٰ کہ اُس نصب العین کو ہمہ گیر خیال کی حیثیت سے دوسرے خیال کے حق میں الگ ہونا پڑتا ہے اور ایک ثانوی حیثیت اختیار کرنی پڑتی ہے۔ اگر نفس کے معیارِ حسن سے ایک خیال کا عروج اور دوسرے خیال کے زوال بیک وقت نہ ہو تو اُسے صدمہ کہتے ہیں۔ اور معمولی حالت ہو تو گھٹن۔ سبب یہ ہے کہ داعیہ نفس کے راستے میں مزاحمت پیدا ہو جاتی ہے اور یہ حسب سابق اپنی نمو نہیں جاری رکھ سکتا۔ جب تک کسی شخص کو اس کے متروکہ یا بے کشش نصب العین کا متبادل ویسا ہی نصب العین نہ مل جائے وہ شخص خود کو افسردہ اور دل شکستہ محسوس کرتا ہے اور عین ممکن ہے کہ وہ اعصابی امراض میں مبتلا ہو جائے۔

ہر نصب العین ایک قانون مقرر کرتا ہے، جو فرد کے لئے ایک موثر ضابطہ اخلاق بن جاتا ہے۔ ہر شخص کو اپنے منتخب نصب العین کے حصول کی خاطر اوامر و نواہی کے ایک ضابطہ کا پابند ہونا پڑتا ہے۔ اس نصب العین کی محبت کے ہاتھوں مجبور ہو کر ہر شخص خوشی سے اس ضابطہ کی پابندی کرتا ہے۔ یہ محبت ایک داخلی تقاضا ہوتا ہے۔ نصب العین کی طرف سے عائد کردہ اس سخت اخلاقی ضبط سے اُس پر کسی قسم کا خارجی دباؤ نہیں ہوتا۔ چونکہ نصب العین سے کوئی مفر نہیں ہو سکتا اس لئے اخلاقی ضابطے سے بھی کوئی انکار نہیں۔

نصب العین کی طرف سے مقرر کردہ قانون کی نوعیت خود نصب العین کی نوعیت اور نسبت پر منحصر ہوتی ہے ہم میں سے بعض کا میکیاولی اور لینن کی اس بات پر مذمت کرنا کہ وہ لادینی اخلاق کے حامی تھے، بے سود

ہے. یکیاولی اس بات کا حامی ہے کہ بادشاہ کو حق ہے کہ وہ غداری، فریب دہی اور ظلم کا ارتکاب کرے کیونکہ اس کے نصب العین کی تکمیل یعنی ریاست کی خدمت صرف اسی طریقے سے ہوسکتی تھی. لینن تمام انسانیت کے لئے اشتراکیت کو سب سے بڑی رحمت سمجھتا تھا. لہٰذا انسانی کردار کا درست یا صحیح ہونا اُس کے مطابق اسی نصب العین پر موقوف تھا اگر ظلم اور بدکاری اشتراکی انقلاب لانے میں ممد ہوسکتے تو پھر یہ بالکل درست اور صحیح تھے۔

ایک نصب العین سے دوسرے نصب العین کی طرف تبدیلی کا سبب شعور کی وہ داخلی آرزوئے حسن ہے جو نصب العین کے حسن کا آخری معیار بنتی ہے. اگر کوئی نصب العین اس آرزو کو پورا کر دے تو وہ حسین ہے، ورنہ اس میں حسن کی کمی ہے۔ البتہ بعض اوقات خارجی حالات نفس پر واضح کرتے ہیں کہ نصب العین اس کے شایان نہیں۔ لیکن جو شے خارجی حالات میں معنی پیدا کرتی ہے وہ نفس کی آرزوئے کمال ہے، جو بالآخر نصب العین کی تسلی بخش یا غیر تسلی بخش خاصیت کو پرکھنے کے لئے عیار کامل کا کام دیتی ہے. رفتہ رفتہ جب نفس اور نصب العین کا باہمی تعلق بڑھ جاتا ہے تو نفس اس بات کو جاننے کے قابل ہو جاتا ہے کہ آیا اُس کا رفیق دوستی کے قابل ہے یا نہیں۔ اگر نصب العین غلط ہو، تو فوراً اس کے اندر تضاد پیدا ہوتا ہے، جو مرورِ ایام سے نفس پر واضح ہو جاتا ہے۔

نفس اپنے داعیہ فطرت کی بدولت اس فریب سے آگاہ ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ داعیہ کمال سے کم کسی شے سے مطمئن نہیں ہوتا۔ اگر کوئی خارجی اسباب ہوں تو وہ نفس کو صرف تبدیلی کے لئے تیار کرتے ہیں کیونکہ ان کا مفہوم داخلی طور پر متعین ہوتا ہے۔

تیسرا مرحلہ جو خود شعوری کے لئے لامحدود ترقی کے دروازے کھول دیتا ہے، اُس وقت شروع ہوتا ہے جب نفس اپنے مثیل یعنی نفس دنیا کی موجودگی اور حسن کو محسوس کرنے لگتا ہے. چونکہ دوسرے مرحلے پر اُس کے رجحانات نے کسی مجرد واحد، آفاقی اور کامل نصب العین کے لئے پہلے سے زور دینا شروع کر دیا ہوتا ہے اس لئے تیسرے مرحلے کے لئے راستہ ہموار ہو چکا ہوتا ہے. چنانچہ اب نفس کے لئے ان تمام رجحانات کی مکمل نمو کرنا اور اس طرح سے اپنی تسکین میں اضافہ کرنا ممکن ہوتا ہے نفس کا اپنے وجود کے متعلق تصور اس کے معاشرتی تعلق کا حاصل ہے چنانچہ خود شعوری کے دوسرے مرحلے پر رہتے ہوئے وہ اس قسم کا کوئی مجرد نصب العین نہیں رکھ سکتا کیونکہ جونہی وہ ایسا کرے گا معاشرتی ماحول سے اس کا تعلق کٹ جائے گا، جو ناممکن ہے. صرف شعور دنیا ہی ہمارے سامنے وہ نصب العین پیش کرتا ہے جو مجرد، واحد، آفاقی اور کامل ہونے کے ساتھ ساتھ معاشرتی، ذاتی اور زندہ بھی ہوتا ہے. صرف یہی ایک داعیہ ہے جو داعیہ نفس کو پورے طور پر مطمئن کرسکتا ہے. اگر نفس اپنی فطرت پر قائم رہے تو جلد ہی معلوم کر لیتا ہے کہ یہ اس کا اپنا نصب العین ہے اور یہ کہ صرف یہی ایک نصب العین ہے جو انتہائی راحت و تسکین بخش سکتا ہے۔